مفتی صدر الدین آزردہ

مفتی محمد صدر الدین خاں صدر الصدور دہلوی آزردہ آپ تمام علوم صرف، نحو، منطق، حکمت، ریاضیات، معانی، بیان، ادب و انشاء، فقہ حدیث اور تفسیر وغیرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور درس بھی دیتے تھے آپ کے آباء و اجداد کاشمیر کے اہل بیت علم و صلاح سے تھے مگر آپ کی ولادت ۱۲۰۴ھ میں دہلی میں ہوئی۔ علوم نقلیہ وحدیث وغیرہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور ان کے بھائیوں سے حاصل کی، اور ان سے سندیں لیں، اور فنون عقلیہ کو مولوی امام خیر آبادی والد مولوی فضل حق سے اخذ کیا۔ اس کے علاوہ شیخ محمد اسحاق دہلوی نے بھی آپ کو سند حدیث کی اجازت لکھ کر دی۔ آخری عمر میں ایک دو سال مرض فالج میں مبتلا ہو کر اکاسی سال کی عمر میں یوم پنجشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ میں فوت ہوئے مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کے علاوہ مولانا فقیر محمد جلبی، سرسید احمد خاں، نواب یوسف علی خاں والی رام پور، نواب صدیق حسن خاں، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

کتابوں میں رسالہ منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال، در المنفود فی حکم امرأۃ المفقود وغیرہ ہیں۔

وفات

مولانا رحمۃ اللہ کی ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء یوم دوشنبہ بچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ مولانا قاسم نانوتوی کے پہلو میں مزار قاسمی میں آسودۂ خواب ہیں، آپ کے بائیں پہلو مولانا احسن نانوتوی کی قبر ہے۔ آپ کی وفات سے خانوادۂ علم و ادب و سررشتہ دار العلوم دیوبند کو گہرا رنج و قلق ہوا۔

خاقانیٔ ہند مولانا فضل الرحمن عثمانی (والد ماجد مولانا حبیب الرحمن عثمانی) نے وصال پر ملال سے متاثر ہو کر درج ذیل قطعۂ تاریخ وفات تحریر فرمایا:[1]

[1] روداد دار العلوم ۱۳۲۲ھ

صاحب جاہ و مراتب مولوی ذوالفقار　　آنکہ حسب فضل او رفتہ بعالم سو بسو
آنکہ زینب اہل علم و فخر اہل شہر بود　　نیک سیرت، نیک نیت، نیک خو
ذوالفقار کز دمش شد نامور فتح علی　　در نیام خاک داد از ایں جہاں پوشیدہ رد
لا فتی الا علی لاسیف الا ذو الفقار　　در مقام مدح گویا گفتہ شد در شان او
بود دارفع بالتی ہی احسن از وصاف وے　　آرے دم طائر دو، بود خلق نکو
زندگی کرد در دنیا چوں خلق حسن　　آفریں از خلق باد و رحمت از خالق برو
پانزدہ تاریخ بودہ از رجب وقت سحر　　سال ہجری یکہزار و سہ صد ۱۳ و ہم بست و دو ۲۲
بود کاں کان سرمایہ فخر جہاں باصد نشاط　　عازم جنت بشد زیں خاکدان تیرہ رو
سال نقل او خراشیدہ ز غم روئے　　عاشق محمود احمد مات مشہود ابگو[1]

تصانیف

(۱) عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ۔
(۲) الارشاد شرح قصیدہ بانت سعاد
(۳) تسہیل الدراستہ شرح دیوان الحماستہ
(۴) التعلیقات علی السبع المعلقات
(۵) تسہیل البیان شرح دیوان المتنبی
(۶) تذکرۃ البلاغتہ فی المعانی والبیان
(۷) الہدیۃ السنیۃ فی ذکر المدرستہ الاسلامیۃ الدیوبندیہ
(۸) تسہیل الحساب فی اصول ومبادی الریاضی

---

[1] مشاہیر دار العلوم دیوبند ص ۱۳

تاریخ شاہجہاں - ایک مطالعہ

عبدالرؤف خاں ایم۔اے تاریخ۔ اودئی کلاں (راجستھان)

ترقی اردو بورڈ نئی دہلی نے انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ نئی دہلی کے اشتراک سے ڈاکٹر بنارسی پرساد سکسینہ کی انگریزی زبان میں لکھی گئی تصنیف "ہسٹری آف شاہ جہاں آف دہلی" کا اردو ترجمہ ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب سے کرایا اور ۱۹۸۰ء میں شائع کیا۔ جس کا حال ہی میں مطالعہ کرتے ہوئے محسوس ہوا کہ مترجم موصوف نے فنِ ترجمے کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نہایت رواداری و بے دلی سے ترجمہ سپردِ قلم فرمایا ہے جسے نہ تو صحیح معنوں میں ترجمہ ہی کہہ سکتے ہیں اور نہ ترجمانی ہی کیوں کہ بہت سے انگریزی فقرات کا ترجمہ یا تو ناقص ہے یا معکوس و مقلوب مستزاد یہ کہ بیسیوں فقروں کا ترجمہ کیا ہی نہیں گیا۔ یا بیشتر طویل جملوں کے ترجمے کا حق صرف علامتی طور پر نہایت مختصر طور پر ادا کیا گیا ہے جسے ایجاز بیانی کا نمونہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ رہی سہی کور کسر کاتب نے پوری کردی اس طرح سکسینہ صاحب کی پوری تصنیف کا اردو ترجمہ مضحکہ خیز بن کر رہ گیا۔ ہم مترجم موصوف کا یہ فرمانا کہ "طویل جملوں کو اپنے طور پر بالاختصار انداز میں پیش کرنے میں پسینہ آجاتا ہے اس صورت میں کبھی کبھی مجھے ایک جملہ کو اردو میں حسن و اثر کے ساتھ ترجمہ کرنے میں گھنٹوں صرف کرنا پڑا ہے۔"

(چند باتیں ص ۵)

لیکن جب ترجمہ کا اصل انگریزی متن سے مقابلہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے گھنٹوں تو کجا چند ثانیے بھی اس کارِ خیر کو حسن و خوبی انجام دینے میں صرف نہیں کیے جیسا درج ذیل صرف چند مثالوں سے واضح ہو جائے گا۔ ہم یہاں پہلے انگریزی متن اور پھر موصوف کا ترجمہ پیش کریں گے:

ڈاکٹر صاحب نے تمہید (Preface) کے آخر میں معاونین کا شکریہ ادا کرنے کے لئے

یہ عبارت لکھی ہے:

"In the end, let me acknowledge with thanks the assistance I received from my pupils Messers Bhawani Prasad and Shambhu saran lal, Hafiz Ahmed Ali Khan, the librarian of the state library Rampur, Miss Murray Browne, the Deputy-librarian of the school of oriental studies, London, and Mr. Sarju Prasad, the Deputy-librarian of Allahabad university library"-

(History of Shahjahan of Dehli Ed-1958)

اب مذکورۃ الصدر طویل فقرہ کا "حسن واثر" کے ساتھ کیا ہوا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

" اپنے شاگردوں بھوانی پرشاد (؟ پرساد) سمبھو شرن (؟ سرن) لال اور حافظ احمد علی خاں کا شکریہ ادا کروں، نیز اسٹیٹ لائبریری رامپور کے لائبریرین مرے براؤن، ڈپٹی لائبریرین اورینٹل اسٹڈیز لندن اور ڈپٹی لائبریرین الہ آباد یونیورسٹی لائبریری کا شکرگزار ہوں"

(دیباچہ ص ۲)

یہ ترجمہ کئی اعتبار سے گمراہ کن ہے کیونکہ اس میں اسٹیٹ لائبریری رام پور کا کتاب دار حافظ احمد علی خاں کے بجائے (مس) مرے براؤن کو بتلایا ہے جو اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز کی ڈپٹی لائبریرین ہیں اور وہ بھی صیغہ تذکیر میں علاوہ ازیں مسٹر سرجو پرساد کو حذف کر گئے ہیں اور علاماتِ سکتہ (commas) بے محل لگائے ہیں جن کے سبب اس کا مفہوم بھی خبط ہو گیا ہے جبکہ مذکورہ انگریزی عبارت کا سیدھا سا ترجمہ ہو سکتا تھا۔

" آخر میں اس تعاون کا شکریہ ادا کروں (یا ادا کرنا واجب ہے) جو مجھے اپنے تلامذہ بھوانی پرساد اور سمبھو سرن لال سے حاصل ہوا (علاوہ ازیں) اسٹیٹ لائبریری رامپور کے کتابدار حافظ احمد علی خاں، اورینٹل اسٹڈیز اسکول لندن کی ڈپٹی لائبریرین مس مرے براؤن نیز الہ آباد یونیورسٹی لائبریری کے ڈپٹی لائبریرین مسٹر سرجو پرساد کا شکرگذار ہوں۔

مغل سیاح ہندوستانیوں کے تئیں جس قسم کے خیالات رکھتے تھے ان کے بارے میں سکینہ صاحب نے بطور احتجاج اور تردیداً یہ فقرہ لکھا ہے:

"Their common epithet of barbarian to Indians is a clear proof of their narrow outlook." P. XX

اس فقرہ کا ترجمہ یہ کیا ہے:

"ہندوستانیوں کے لئے وحشی کا عام لقب ان کی زبان زد تھا، یہی ایک بات ان کی زبان زد تھی، یہی ایک بات ان کی زبان زد تھی، یہی ایک بات ان کی تنگ خیالی کی واضح دلیل ہے" (ص ۳۰)

شہزادہ خرم کو شہنشاہ جہانگیر نے مختلف اعزازات سے سرفراز کرنے کے علاوہ مہر اُزک بھی اس کے سپرد کردی۔ مہر اُزک، مدور یا بیضاوی شکل کی ایک چھوٹی مہر ہوتی تھی جس پر بادشاہ کا نام کندہ ہوتا تھا جو خاص فرامین پر لگائی جاتی تھی یہی وجہ تھی کہ اسے انتہائی معتمد شخصیت کے حوالہ کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر سکینہ صاحب نے لکھا ہے کہ:

"To crown it all the 'Muhr uzak' was placed in his charge" (P. 9)

ترجمہ: "ان اعزاز (کذا) کو اور معزز بنانے کے لئے ایک مہر ازک کے سپرد (؟ سپرد) کی گئی" (ص ۴۵)

مترجم موصوف نے یہاں ازک کو شخصیت ظاہر کیا ہے۔ اور اعزاز کو جمع کے صیغہ میں استعمال کیا ہے۔ شہزادہ خرم اپنی سیاسی پیش بینی کے طور پر شاہنواز خاں ابن عبدالرحیم خان خاناں کو اپنے ذاتی مصاحبوں میں شریک کرنا چاہتا تھا۔ اس سلسلہ میں "ہسٹری آف شاہ جہاں آف دہلی" میں یہ فقرہ ہے:-

"--- and Khurram wanted to include him in the circle of his personal adherents, whose number he was now skilfully increasing" P. 14

ترجمہ: "خرم چاہتا تھا کہ اس کو اپنے ذاتی مصاحبوں کی تعداد سمجھ بوجھ کر وہ بڑھا رہا تھا" (ص۔ ۴۹) جبکہ ترجمہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ: اور خرم اسے اپنے ذاتی مصاحبوں کے زمرہ میں شریک کرنا چاہتا تھا جن کی تعداد میں وہ اب ہوشیاری کے ساتھ اضافہ کر رہا تھا۔

دکن میں ملک عنبر کا مقابلہ کرتی ہوئی مغل افواج کو بوجوہ پسپا ہونا پڑا۔ اس بارے میں انگریزی متن کا فقرہ یہ ہے:۔

"This encouraged the Daccanis, and they pursued the Mughals to Balapur, which they sacked thoroughly".

اس فقرہ کا مضحکہ خیز ترجمہ دیکھئے:

"اس پسپائی نے دکنی فوجوں کو ہمت دلائی انہوں نے دشمن کو آگے بڑھنے سے روکتی رہی" (ص: ۵۸)

"فارسی ضرب المثل من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ سراید شاید ایسے ہی موقع کے لئے کہی گئی ہوگی یعنی کہ میں کیا گا رہا ہوں اور میرا طنبورہ کیا گا رہا ہے۔ جبکہ فقرہ کا مفہوم یوں بھی ادا کیا جا سکتا تھا کہ (اس پسپائی سے) دکنی افواج کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انہوں نے بالا پور تک مغلوں کا تعاقب کیا جسے وہ مکمل طور پر تاراج کر چکے تھے۔

خانخاناں دکن کی مہم سر کرنے میں ناکام رہا تو اس نے برائے کمک کئی عرضداشت دربار میں بھیجیں، اس ذیل میں متنی فقرہ یہ ہے:

"... and he sent appeal after appeal to the court for help". P. 26.

اس سادہ فقرہ کا ترجمہ دیکھئے:۔ "وہ بادشاہ کو درخواست پر مدد کے لئے بھیج رہا تھا"

[illegible] سے سمجھا [illegible] ہے کہ کمک کے لئے درخواست [illegible] مدد کے لئے [illegible] بادشاہ [illegible]

نیز [illegible] کے ضمن میں ایک فقرہ ہے:۔

she tolerated him because there was no other leader competent to deal with Shah Jahan." P.52

متذکرہ فقرہ کا ترجمہ جس ایجاز بیانی کے ساتھ کیا گیا ہے وہ یہ ہے :- " اول الذکر اس سے بہتر کوئی اور شخص نہ تھا۔" (ص ۷۶)

شاہجہانی عہد کی بغاوتوں کے اسباب کے بارے میں ایک طویل فقرہ ہے :

"In the following instances it will be noticed that either the grant of 'Jagirs' in their own native land or undue favouritism, or a combination of both, was responsible for the outbreaks." P.66 -

ترجمہ :" حسب ذیل مثالوں میں یہ نظر آئے گا کہ جاگیریں خواہ کسی کو خواہ اس کے وطن میں دی گئیں یا غیر مناسب مراعات یا دونوں کے امتزاج سے مرکب کا نمونہ تھیں سلطنت کی شکست و ریخت کی ذمہ دار ثابت ہوئیں۔" (ص ۸۶)

بغاوتوں کے سلسلہ میں ہی ڈاکٹر سکسینہ صاحب کا ایک طویل فقرہ ہے :

"The three important rebellions which occured in the reign of Shah Jahan furnish an indication of the revival of a tendency so commonly to be met with in the history of Muslim rule in India". P.66

ترجمہ :" تین اہم بغاوتیں جو شاہجہاں کے عہد حکومت میں ہوئیں" (ص ۸۶) مترجم موصوف نے یہاں جس اختصار اور ایجاز سے کام لیا ہے اسے ان کے قلم کی اعجاز بیانی کا کرشمہ کہا جائے گا۔ اسے کوزہ میں دریا کو بند کرنا بھی کہہ سکتے ہیں :-

ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا
چشم کے کوزے میں دریا بند کر دکھلا دیا